سوال

(35)حضور کی پیدائش نور سے ہے؟...

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک اہل حدیث مولوی صاحب وعظ میں منبر پر بیان فرماتے تھے کہ :

(1) حضور کی پیدائش نور سے ہے؟

(2) اگر حضور کو خدا پیدا نہیں کرتا تو آسمان زمین میں جن وانس کچھ نہیں پیدا کرتا؟

(3) اور حضور کا لعاب دہن، مبارک، خوشبودار ہوتا تھا جتی کہ :

(4) بول وبزار بھی خوشبودار ہوتا تھا؟

(5) لوگ جسم پر اپنے : لعاب دہن مبارک مل لیا کرتے تھے؟

(6) حالاں کہ آپ ﷺ اسی خیال سے لعاب دہن اور بول وغیرہ کو لوگوں سے پوشیدہ کرکے پھینکا کرتے تھے؟

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ

(7) بول پوشیدہ کرکے چارپائی کے پیچھے چھپا کر رکھا تھا۔ ایک خادمہ نے خاک روبی کرتے ہوئے بول پایا تو مارے خوشبو کے، اٹھا کر پی گئی

(8) اور حضور کے جسم مبارک کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔ کیا یہ سب باتیں شج ہیں؟ اگر سچ ہیں تو کیا قرآن سے یا حدیث سے ثابت ہیں؟

عبدالحلیم۔ سراوہ پٹنہ

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ان مولوی صاحب نے اپنے وعظ میں آٹھ باتوں کا دعوی کیا ہے نمبر وار ہر ایک کے متعلق مختصر اعرض ہے ۔ پہلی بات ۔ حضور کی پیدائش نور سے ہے ۔

غالبا مولوی صاحب مذکور نے یہ دعوی احادیث ذیل کی رو سے کیا ہے : (1) ''أول ما خلق الله نوري ،، .(2) یا جابر ، أولا ما خلق الله نوربنیک من نورہ ،، (3) أنا من نور الله من الله والمؤمنون مني ،، (4)

پہلی حدیث معلق بلا سند ذکر کی جاتی ہے اور عام طور سے جہلا کی زبانوں پر جاری ہے ۔ مگر اس رویت کے موضوع ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے ۔

دوسری روایت زرقانی وغیرہ نے مصنف عبدالرزاق سے بلاسند لکھی ہے ۔ اور مصنف عبدالرزاق میں موضوع حدیثیں بھی موجود ہیں ، اور فضائل ومناقب میں اس کی روایتوں کا کم اعتبار کیا جاتا ہے ، اس لیے یہ روایت بھی ناقابل اعتبار ورالتفات ہے ۔ پہلی اور دوسری حدیث کے موضوع ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحیح احادیث میں مخلوقات الہی میں عرش اور پانی کے ماسواسب سے پہلے قلم کی پیدائش کی تصریح آگئی ہے چنانچہ ارشاد ہے : ''أول ما خلق الله القلم ،، (احمد (5/317) والترمذي وصحه ابوداود وسكت عنه) (ترمذی كتاب القدر باب :18(2155)4 457 ابوداوٗد کتاب السنة باب فی القدر (4300)5 76) قال الحافظ : ''وقد وقع في قصة نافع بن زيد الحميري بلفظ : كان عرشه على الماء ثم خلق القلم ، فقال : اكتب ما هو كائن ، ثم خلق السموات والأرض ، فصرح بترتيب المخلوقات بعد الماء والعرش ،، قال ويجمع ينه وبين ما قبله ، بأن أولية القلم بالنسبة إلى ما عدا الماء والعرش ، أو بالنسبة إلى ما منه صدر من الكتابة إلى أنه قيل له : اكتب أول ما خلق ،، (فتح الباري 6/289).

تیسری روایت بھی موضوع ہے ۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : ''لا اعرفه ،، (تذکرۃ الموضوعات ص :86).

چھوتھی روایت بھی جھوٹی ہے ۔ ملا علی قاری حنفی ''موضوعات کبیر ،، (ص :241) میں لکھتے ہیں : ''قال العسقلاني : إنه كذب مختلق ، وقال الزركشي : لا يعرف ، قال ابن تيمية : موضوع ، وقال السخاوي : هو عند الديلمي بلا إسناد عن عبدالله بن جراد مرفوعا : أنا من الله والمؤمنون مني ،، الخ انتهى دوسری ، تیسری ، چوتھی روایت کے غلط اور باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صحیح مسلم کی روایت ''خلقت الملئكة من نور ،، (ہود :31) اور یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ آں حضرت ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں آدم علیہ اسلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے ، اس لیے آں حضرت ﷺ کے بجائے نور ۔ مٹی سے پیدا ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا مروی ہے : ''خلقت الملئكة من نور ، وخلق الجان من نارج من نار وخلق آدم مما وصف لكم ،، (مسلم) (کتاب الزہد والرقائق باب فی احادیث متفرقة (3996)4 229) اور یہ روایتین عقلا بھی غلط اور باطل ہیں کیوں کہ اگر نور خدا سے ہونے کا یہ معنی ہے کہ آپ ﷺ کا نورعین وکل نور خدا ہے ، تو آں حضور ﷺ کا خدا ہونا لازم آئے گا ۔ اور اگر یہ نور جزو نور خدا ہے ۔ خدا کی تجزی اور قسمت لازم آئے گی ، اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں ۔

بہر کیف مولوی صاحب کی پہلی بات عقلا اور نقلا باطل اور غلط ہے ۔ یہ عقیدہ اور قول تو بدعتیوں کا ہے ، اس لیے مجھے مولوی مذکور کے اہل حدیث ہونے کا یقین بلکہ تصور بھی نہیں ہوتا ۔ شخص مذکور قطعا جاہل اور بد عقیدہ ہے ۔

دوسری بات : اس حدیث سے ماخوذ ہے جو عام طور پر بدعتیوں کی زبان پرائج اور جاری ہے ''لولاک لما خلقت الافلاک ،، لیکن یہ روایت موضوع اور جھوٹی ہے ۔ ''قال الصغاني : موضوع ، كذا في الخلاصة ،، (تذكرة الموضوعات ص :86 والموضوعات الكبير للملا علي القاري الحنفي ص :59، والفوائد المجموعه للشوكاني یہ حدیث دیلمی اور ابن عساکر نے بالترتیب یوں روایت کی ہے : ''عن ابن عباس مرفوعا ، أتاني جبريل ، فقال : يا محمد لولاك ما خلقت الجنة ولولاك ما خلقت النار ، وفي رواية ابن عساكر : لولاك ما خلقت الدنيا ،، مگر مسند الفردوس دیلمی کی اور تاریخ ابن عساکر کی موضوع اور جھوٹی روایتوں سے پرہیں ۔

تیسری بات : ''آپ کا لعاب دہن مبارک خوش لودار ہوتا تھا ،، آپ ﷺ کے لعاب دہن کے خوشبودار ہونے کے بارے میں کوئی صحیح یا ضعیف حدیث مجھے نہیں ملی ۔ اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ محض دعوی ہے جو کسی روایت سے ثابت نہیں ۔ اگر اس مضمون کی کوئی روایت بسند صحیح ثابت ہو ، تو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا ۔

چوتھی بات : ''بول وبزار بھی خوش بودار ہوتا تھا ، قطعا جھوٹ اور غلط اور بے ثبوت ہے ۔ کسی روایت سے آپ ﷺ کے بول وبراز کا خوشبودار ہونا ثابت نہیں ہے ۔ اسی لیے کسی

معتبر محدث یا فقیہ نے اس کے خوشبودار ہونے کا دعوی نہیں کیا ہے۔

پانچویں بات : لوگ اپنے بدن پر لعاب دہن مبارک مل لیا کرتے تھے ۔ بلاشک وشبہ صحابہ کرام فرط عقیدت وغایت محبت اور انتہائی عشق نبی ﷺ کی بنا پر آپ کا رینٹھ اور تھوک ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیا کرتے تھے ، اور آپ ﷺ کے وضو کا پانی بھی اپنے جسموں پر مل لیتے تھے ۔ لیکن اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ تھوک اور رینٹھ اور وضوء کا پانی خوشبودار ہوتا تھا ۔ بلکہ انتہائی محبت رسول و محبت نبی ووالہانہ شیفتگی و عقیدت کی بنا پر تبرک کا ایسا کرتے تھے اور تبرک کا عقیدہ ایسا کرنے سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خوشبودار بھی ہوتا تھا ۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام نے عروہ (بن مسعود) کی موجودگی میں آپ ﷺ کا رینٹھ اور تھوک اپنے بدنوں پر مل کر جس شیفتگی اور حیرت انگیز عقیدت کا اظہار کیا ہے ۔ اوس کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : ''وفیه طهارة النخامة والشعر المنفصل ، والتبرک بفضلات الصالحین الطاهرة ، ولعل الصحابة فعلوا ذالک بحضرة عروة ، وبالغوافی ذالک ، إشارة منهم إلی الرد علی ماخشیه من فراهم ، فکأنهم قالوا بلسان الحال من یحب اماما هذه المحبة ویعظمه هذا التعظیم ، کیف یظن أنه یفر عنه ویسلمه لعدوه ، بل هم أشد اغتباطا به ، وبدینه ونصره من القبائل التی یراعی بعضها بعضا بمجرد دالرحم ،، (فتح الباري----)(اس حوالے کا پتہ نہیں کہا ہے بخاری کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب 4 207 ، مسلم کتاب فضائل الصحابة ، باب مناقب علی (2404)4 1871) کتاب المغازی باب عزوۃ الخندق 5 44) یہ بھی صحیح ہے کہ آں حضرت ﷺ کا لعاب دہن باعث برکت وشفا تھا ، چنانچہ آپ ﷺ کا لعاب دہن لگانے سے حضرت علی کا آشوب جشم دور ہوگیا تھا (بخاری مسلم) (1) خالد بن الولید کا زخم لعاب دہن لگانے سے اچھا ہوگیا (مسند احمد ، عبدالرازاق ۔ عبد بن حمید ۔ ابن عساکر) آپ ﷺ کی کلی پانی پینے اور چھڑکنے سے ایک گونگا اچھا ہوگیا اور بولنے لگا (ابن ماجہ وابو نعیم) لعاب نبوی ملنے سے ایک جلا ہوا بچہ اچھا ہوگیا تھا (مسند احمد بن حنبل ، مسند ابوداؤد طیالسی ۔ تاریخ بخاری ۔ خصائص کبریٰ للسیوطی) ایک صاع آٹے اور بکری کے گوشت میں لعاب دہن ملادینے سے اتنی برکت ہوئی کہ ہزاروں آدمی آسودہ ہوگئے اور آٹے اور گوشت میں کوئی کمی نہیں ہوئی (بخاری) (1) ۔ غرض یہ کہ اس قسم کے واقعات ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ پیش آئے ، لیکن کسی واقعہ سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن یا رینٹھ خوشبودار بھی ہوتا تھا ۔ آپ ﷺ کا مجسم باعث خیر وبرکت وسبب شفا ہونا اور چیز ہے اور لعاب دہن کا خوشبودار ہونا اور چیز ہے ، دونوں میں ملازم نہیں ہے ۔ ہاں اگر کسی صحیح روایت سے یہ ثابت ہوجائے تو آمنا وصدقنا ۔

چھٹی بات : آپ ﷺ اسی خیال سے لعاب دہن اور بول وغیرہ لوگوں سے پوشیدہ کرکے پھنکا کرتے تھے ۔ لعاب دہن اور رینٹھ کے متعلق پوشیدہ کرکے پھینکنے کا دعویٰ محض غلط اور باطل اور بے ثبوت ہے ۔ رہا بول وبراز تو آں حضرت ﷺ گھر کے بیت الخلاء میں پیشاب ، پاخانہ کرتے تھے یا اگر باہر ہوتے تو اتنی دور میدان میں جاتے کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوجائیں اور یہ صرف اس لیے کہ پیشاب پاخانہ کے حالت میں تستر ضروری اور لازم ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص شرم وحیا اور احتیاط اور پردے والا نہیں تھا ۔ قضائے حاجت کی حالت میں غایت درجے کے پردے اور تستر کی وجہ یہ نہیں تھی کہ لوگوں سے اپنے بول وبراز کو محفوظ رکھنا مقصود تھا ۔ تاکہ لوگ اس کی خوشبو کی وجہ سے اس کو تبرک بنا کر تقسیم نہ کرلیں بہر حال یہ دعویٰ جہل وحماقت کی دلیل ہے ۔

ساتویں بات : ''ایک دفعہ بول پوشیدہ کرکے چارپائی کے نیچے چھپا کرکے رکھا تھا ، ایک خادمہ نے خاک روبی کرتے ہوئے بول پایا ، تو مارے خوشبو کہ اٹھا کر پی گئی ،، ۔ اصل واقعہ درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ اس جاہل مولوی نے اپنے باطل مزعومہ کی بنا پر اس میں کس قدر آمیزش کی ہے ''روي أن أم أیمن شربت بول النبی ﷺ ، رواه الحاکم والدارقطنی والطبرانی وابو نعیم ، وأخرج الطبرانی فی الأوسط فی روایة سلمی امراءه ابی رافع ، أنها شربت بعض ما غسل به رسول الله ﷺ ، فقال لها حرم الله بدنک علی النار ،، (عینی شرح بخاري 3/35) مفصل روایت حافظ ابن حجر نے ''اصابہ ،، میں باین الفاظ ذکر کی ہے : ''عن أم أیمن ، قالت : کان البنی ﷺ فخاره یبول فیها باللیل ، فکنت أذا أصبحت صبتها ، فنمت لیلة وأنا عکاشانه ، فغلطت فشربتها ، فذکرت ذلک للنبی ﷺ ، فقال : أنک لا تشکی بطنک بعد یومک هذا ،، (الاصابة فی تمیز الصحابة 4/433). اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات میں کسی عذر کے بنا پر پیالے میں پیشاب کرتے تھے جو صبح کو پھینک دیا جاتا تھا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک رات پیاس کی حالت میں پیالہ میں پانی سمجھ کر غلطی سے اس کو پی لیا تھا ۔ نہ اس روایت میں بول کو چھپا کر رکھنے کا ذکر ہے اور نہ اس کے خوشبودار ہونے کا اور نہ اس بات کا کہ ام ایمن نے خوشبو کی وجہ سے قصداً پی لیا تھا ۔ زیادہ سے زیادہ اس واقعہ سے یہ مسئلہ مستنبط کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا پیشاب پاک ہے جیسا کہ چاروں اماموں کے مقلدین یہ کہتے ہیں کہ : آں حضرت کا پیشاب اور خون وغیرہ طاہر اور غیر نجس ہے ۔ حافظ فرماتے ہیں : ''قد تکاثرت الأدلة علی طهارة فضلاته ، وعد الأئمة ذلک فی خصائصه ، فلا یلتفت إلی ماوقع فی کتب کثیر من الشافعی ممایخالف ذلک ، فقد استقر الأمر بین ائمتهم علی القول بالطهار ،، (فتح الباري 272/1) لیکن خود چاروں اماموں سے صحیح سند سے یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ آں حضرت ﷺ کے بول وخون وغیرہ

کے طہارت کے قائل تھے۔ اسی واسطے مولوی انورشاہ حنفی مرحوم فرماتے ہیں : ''ثم مسئلة طهارة فضلات الأنبياء توجد في كتب المذاهب الأربعة، ولكن لا نقل فيها عندي عن الأئمة، إلا مافی المواهب عن ابی حنیفة رحمه الله تعالى، نقلا عن العینی، ولكن ماجدته فی العینی،، (فيض الباري على صحيح البخاري 1/251).

ہمارے نزدیک مذکورہ بالا روایت سے طہارت ثابت کرنا درست نہیں۔ غلطی سے پی جانے سے کسی چیز کا طاہر ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ رہ گیا اس کی وجہ سے پیٹ میں کسی بیماری کا پیدا ہونا، توشفا کبھی نجس اور حرام چیز سے بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ حنفیہ و شافعیہ اونٹ کا پیشاب ناپاک کہتے ہیں اور باجود اس کے آں حضرت ﷺ نے عرینین کو اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا تاکہ ''استسقا،، کی بیماری دور ہوجائے۔ بہرکیف آپ ﷺ کے بول و براز ولعاب دہن کا خوشبودار ہونا کسی صحیح یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں۔

ومن ادعی فعلیه البیان۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا پسینہ خوشبودار تھا۔ لیکن قطع نظر ان روایتوں کی صحت سے، یہ امر قابل غور ہے کہ پسینہ کی خوشبو قدرتی تھی، یا کثرت سے بدن اور کپڑے میں خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے۔! بہرکیف وہ روایت درج کی جاتی ہے: قال الشوکانی: ''حديث أنه صلى الله عليه سلم أعطنی رجلا عرق ذراعيه، وجعله فی قارورة حتى امتلأت، فكان يتطيب به، فيشم أهل المدينة منه ريحا طيبة، وسموه بيت المطيبين، رواه الخطيب عن أبي هريرة مرفوعا، وهو موضوع،، (الفوائد المجموعة ص 205/)، ''عن أبي هريرة، أن رجلا أتى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله إني زوجت ابنتي، وإني أحب أن تعينني بشئ، فقال: ماعندي من شئ، ولكن اذا كان غد فتعال، فجئ بقارورة واسعة الرأس وعود شجرة الحديث أخرجه الطبراني في الأسط، وفيه حسن الكلبي وهو متروك،، (مجمع الزوائد 8/283) معلوم ہوا کہ یہ دونوں روایتیں قریب موضوع وناقابل اعتبار ہیں۔

آٹھویں بات ''حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں ہوتا تھا،، یہ دعوی موقوف ہے آپ ﷺ کی پیدائش نور سے ثابت ہونے پر اور آپ ﷺ کی پیدائش کا نور سے ہونا ثابت نہیں ہے۔ اس لیے آپ کے جسم کا سایہ نہ ہونا بھی لغو اور باطل ہے۔ تعجب ہے کہ آپ ﷺ کا جسم دوسرے انسانوں جیسا تسلیم کرتے ہوئے اور آپ ﷺ کی بشریت اور انسانیت کا قائل ہوتے ہوئے، آپ ﷺ کے جسم کے لیے سایہ نہ ہونا کس طرح عقل میں آگیا۔ میرے خیال میں قطعی طور پر مولوی مذکور پکا بدعتی، جاہل اور ٹھگ ہے، جس کو علم اور عقل وخرد سے مس تک نہیں ہے۔ اہل حدیثوں کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی اہل حدیثیت ظاہر کرکے ان میں بدعت پھیلانا چاہتا ہے یا آپ نے اس کو غلطی سے اہل حدیث سمجھ لیا ہے یا لکھ دیا ہے۔ آں حضرت کی خوبیوں اور فضیلتوں سے سارا قرآن اور کتب احادیث صحیحہ بھری پڑی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے دنیا میں آپ ﷺ سے پہلے نہ کوئی ایسا کامل اور جامع انسان پیدا ہوا، اور نہ آپ ﷺ کے بعد رہتی دنیا تک کوئی انسان ایسا پیدا ہوگا۔ عربی کے علاوہ اردو زبان میں اب تک متعدد کتابیں سیرت پر لکھی جاچکی ہیں۔ کم ازکم انہی کو غور سے پڑھ لیا جائے، تو نورنامہ جیسی بیہودہ کتاب راہ راست سے نہ ہٹاسکے گی۔ اور آں حضرت ﷺ کے فضائل کے لیے غلط اور جھوٹی روایات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (محدث دہلی ج: 1 ش: 6 شوال 1365ھ ستمبر 1947ء)

حنفیہ بالاتفاق اور شافعیہ علی القول الصحیح رسول اللہ ﷺ کے فضلات یعنی: پیشاب، خون کی طہارت کے قائل ہیں۔ عینی حنفی شرح بخاری 3 33 میں لکھتے ہیں: ''وَقد وَردت أَحَادِيث كَثِيرَة أَن جمَاعَة شربوا دم النَّبِي، عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام، مِنْهُم أَبُو طيبَة الْحجام، وَغُلَام من قُرَيْش حجم النَّبِي، عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام، وَعبد الله بن الزبير شرب دم النَّبِي، عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام، رَوَاهُ الْبَزَّار وَالطَّبَرَانِيّ وَالْحَاكِم وَالْبَيْهَقِيّ وَأَبُو نعيم فِي (الْحِلْية). ويروى عَن عَليّ، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، أَنه شرب دم النَّبِي، عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام، وَرُوِيَ أَيْضا أَن أم أَيمن شربت بَوْل النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، رَوَاهُ الْحَاكِم وَالدَّارَقُطْنِيّ وَالطَّبَرَانِيّ وَأَبُو نعيم، وَأخرج الطَّبَرَانِيّ فِي (الْأَوْسَط) فِي رِوَايَة سلمى امْرَأَة أبي رَافع أَنَّهَا شربت بعض مَاء غسل بِهِ رَسُول الله، عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام، فَقَالَ لَهَا حرم الله بدنك على النَّار،،. انتهی

اور حافظ فتح الباری طبع انصاری ب اول ص: 136 میں لکھتے ہیں: ''وَالْحَقُّ أَنَّ حُكْمَهُ حُكْمُ جَمِيعِ الْمُكَلَّفِينَ فِي الْأَحْكَامِ التَّكْلِيفِيَّةِ إِلَّا فِيمَا خُصَّ بِدَلِيلٍ وَقَدْ تَكَاثَرَتِ الْأَدِلَّةُ عَلَى طَهَارَةِ فَضَلَاتِهِ وَعَدَّ الْأَئِمَّةُ ذَلِكَ فِي خَصَائِصِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَى مَا وَقَعَ فِي كُتُبِ كَثِيرٍ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ مِمَّا يُخَالِفُ ذَلِكَ فَقَدِ اسْتَقَرَّ الْأَمْرُ بَيْنَ أَئِمَّتِهِمْ عَلَى الْقَوْلِ بِالطَّهَارَةِ،، انتهی

اور حافظ اصابہ 2 320 میں عبداللہ بن زبیر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: ''أخرج أبو يعلى واليهقی فی الدلائل، أن عبدالله بن الزبير حدث، أنه أتی النبی صلى الله عليه وسلم وهو يحتجم، فلما فرغ، قال: يا عبدالله اذهب بهذا الدم فاهرقه حيث لا يراک أحد، فلما برز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عمد إلى الدم فشربه، فلما رجع، قال: يا عبدالله ما صنعت بالدم؟ قال: جعلته فی أخفى

مکان علمت أنہ یخفی علی الناس ، قال : لعلک شربتہ ؟ قال : نعم ، ولم شربت الدم ؟ ویل للناس منک وویل لک من الناس . قال أبوموسی : قال أبوعاصم : فکانوایرون أن القوۃ التی بہ لذلک الدم ، ولہ شاہد من طریق کیسان مولی ابن الزبیر عن سلمان الفارسی روایناہ فی جزء القطریف وزادفی آخرہ : لاتمسک النارإلا تحلہ القسم . ،،

اوراصابہ 4 319 میں ام ایمن رضی للہ عنہا کے ترجمہ میں لکھتے ہیں : ''أخرج ابن السکن بسندہ عن أم أیمن ، قالت : کان للنبی صلی للہ علیہ وسلم فخارۃ یبول فیہا باللیل ، فکنت إذا أصبحت صبتھا ، فنمت لیلۃ وأنا عطشانہ ، فغلطت فشر بتہا ، فذکرت ذلک للنبی صلی للہ علیہ وسلم ، فقال : إنک لاتشتکی بطنک بعدیومک ہذا ،، .

برکہ الحبشیۃ خادمہ ام المومنین ام حیبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بھی مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں اسی قسم کاواقعہ مروی ہے۔ اصابہ 4 243 میں ہے ''أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبول فی قدح من عیدان ، ویوضع تحت السریر ، فجاءت لیلۃ فإذاالقدح فیہ شئی ، فقال لامرأۃ کان یقال لہا برکۃ ، کانت خادمۃ لأم حیبۃ جاءت معہا من أرض الحبشۃ، البول الذي کان فی ہذاالقدح مافعل ، قالت : شربتہ یارسول اللہ ،، .

ان روایات میں آں حضرت ﷺ کے پشاب اورخون کے بارے میں یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر ، ام ایمن اوربرکۃ نے آپ کاپشاب اورخون نوش کیا۔ آپ ﷺ کے براز (پیخانہ) کے بارے میں ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گزری ی۔ ظاہر یہ ہے کہ روایت میں غعلت کالفظ اس بارے میں نص ہے۔ اورعبداللہ بن زبیر کے واقعہ میں مذکورہے کہ آپ ﷺ نے تنیبھا ان سے فرمایا ''ولم شربت الدم ،، بہرحال واقعات مذکورہ میں آپ ﷺ کا معاملہ امت سے الگ ہے۔ عبداللہ بن زبیر کے واقعہ میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ''ویل لک من الناس وویل للناس منک ،، فرمایا۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی خلافت وامارت کی طرف اشارہ فرمایاکہ وہ ان کے اورلوگوں کے حق میں خرابی اورہلاکت کاذریعہ بنےگی ۔ واللہ اعلم ۔

تبلیغ کے فضائل میں مذکورہ واقعات کے ذکر کرنے اور فضلات نبوی کی طہارت کا مسئلہ ذکر کرنے کا کیا مقصد ہے ؟ اوراس سے عوام کوکیا فائدہ پہنچے گا؟ اس کے سمجھنے سے میں قاصرہوں ۔ افسوس ہے سہار بپوری صاحب اپنی اس قسم کی کتابوں اس طرح کی بے ضرورت بحثیں اوررطب ویابس قصے اوربے ثبوت روایتیں ذکر کردیا کرتے ہیں۔ عبیداللہ الرحمانی 29 2 99ھ (مکاتیب شیخ رحمانی (بنام مولانا امین اثری ص: 105 106 107)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 104

محدث فتویٰ